98546 ـ نكاح ميں ماموں كا ولى بننا

سوال

ميرى شادى كو سات برس سے زائد ہو چكے ہيں اور ميرے تين بچے بھى ہيں، ميرا سوال يہ ہے كہ:
ميرے بچپن سے ہي ميرے والدين عليحدہ ہيں، ميں نے اپنے مرحوم والد كو زندگى ميں صرف ايك بار ہى ديكھا ہے، اور انہوں نے دوسرے شہر جا كر شادى كر لى تھى، اور ہمارے ان كے ساتھ كوئى تعلقات نہ تھے، اس ليے جب ميرى شادى ہوئى توم يرے ماموں ميرے ولى بنے تھے، اور ميرا بھائى بھى موجود تھا اس نے اس پر كوئى اعتراض نہيں كيا.
مجھے علم ہوا كہ يہ جائز نہ تھا، كيوكہ اگر والد نہ ہو تو پھر ولى اس كے بعد والا بنتا ہے، اب مجھے علم نہيں كہ آيا ميرى يہ شادى صحيح ہے يا باطل، اللہ نہ كرے اگر باطل ہے تو اب مجھے كيا كرنا چاہيے ميرے تو اب تين بچے بھى ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

شادى ميں ماموں ولى نہيں بن سكتا؛ كيونكہ ولى عصبہ كے ساتھ مخصوص ہے، اور عصبہ مرد ميں باپ پھر دادا، اور پھر بيٹا اور پھر بھائى، اور پھر بھتيجا، اور پھر چچا الخ شامل ہوتے ہيں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" قريبى رشتہ داروں ميں سے عصبہ مرد كے علاوہ كسى اور كو مثلا ماں جايا بھائى اور ماموں، اور ماں كا چچا، اور ماں كا نانا وغيرہ كو ولايت حاصل نہيں ہوتى، امام احمد نے يہ كئى ايك مقام پر بيان كيا ہے، اور امام شافعى كا قول بھى يہى ہے، اور امام ابو حنيفہ سے بھى ايك روايت يہى مروى ہے " انتہى

ديكھيں: المغنى (7 / 13).

دوم:

كسى دوسرے شخص كى بجائے لڑكى كے باپ كو اپنى بيٹى كى شادى كرنے كا زيادہ حق ہے، اور اولاد كى تربيت ميں

کمی و کوتاہی کرنے سے باپ کی ولایت کا حق ساقط نہیں ہو جاتا، اور اسی طرح باپ کے غائب ہونے سے بھی اس کی ولایت ساقط نہیں ہو گی، ہاں والد اس طرح غائب اور منقطع ہو کہ اس تك پہنچنا اور اس سے رابطہ کرنا مشکل ہو، تو اس حالت میں ولایت منتقل ہو کر اس کے بعد والے ولی میں آ جائیگی.

اس بنا پر آپ کو چاہیے کہ اپنے والد کو اس رشتہ کے متعلق بتاتے، تا کہ وہ آپ کے نکاح کی ذمہ داری پوری کرتا، یا پھر کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل بناتا جو آپ کے نکاح کی ذمہ داری پوری کرتا، اور اگر وہ انکار کر دیتا اور رشتہ بھی برابری اور کفؤ والا تھا تو یہ ولایت اس کے بعد والے ولی میں منتقل ہو جاتی، اور وہ دادا ہے اگر موجود تھا تو، وگرنہ ولایت بھائی میں منتقل ہو جاتی اگر وہ بالغ تھا، اور اگر عصبہ مرد کوئی نہیں تھا تو پھر یہ ولایت قاضی میں منتقل ہو جائیگی.

سوم:

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر آپ کا نکاح بغیر ولی کے ہوا ہے، اور جمہور علماء کے ہاں ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں، اور امام ابو حنیفہ کے ہاں صحیح ہے.

لیکن احادیث کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں.

اس بنا پر اگر آپ کے ملك میں عدالتی اور قاضیوں کا نظام حنفی مسلك کے مطابق ہے تو پھر ولی کے بغیر نکاح صحیح ہے، اور یہ نکاح چلےگا، اور نہیں ٹوٹتا.

لیکن حدیث کی رو سے یہ نکاح باطل ہے، کیونکہ ولی کے بغیر ہوا ہے.

اور اگر آپ کے ہاں قاضیوں کا نظام نہیں ہے تو پھر یہ نکاح لغو اور ختم ہے، پھر اگر آپ دونوں ایك دوسرے کو چاہتے ہیں تو ولی کی موجودگی میں نکاح کی تجدید کر لیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے ولی کے بغیر نکاح صحیح نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کے بعد کہا ہے:

" اگر حاکم اس عقد نکاح کے صحیح ہونے کا فیصلہ کر دے تو اس نکاح کو توڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اور اس سلسلہ میں وارد شدہ احادیث میں تاویل کرنا ممکن ہے، بعض اہل علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے " انتہی بتصرف.

دیکھیں: المغنی (7 / 6).

اور شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ درج ذیل مسئلہ دریافت کیا گیا:

ايك لڑكى كى شادى اس كے ماموں نے كر دى تو كيا يہ صحيح ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" ولى نہ ہونے كى بنا پر يہ عقد نكاح صحيح نہيں، كيونك عقد نكاح ميں ولى كى شرط ہے، اور ماموں نكاح ميں ولى نہيں ہوتا، اس ليے جب ولى ہى مفقود ہو تو نكاح فاسد ہے، جمہور اہل علم كا قول يہى ہے، اور مذہب ميں مشہور بھى يہى ہے، انہوں نے درج ذيل حديث سے استدلال كيا ہے:

ابو موسى اشعرى رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ولى كے بغير نكاح نہيں "

اسے پانچوں نے روايت كيا ہے اور ابن مدينى نے اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس عورت نے بھى ولى كى اجازت كے بغير اپنا نكاح خود كيا تو اس كا نكاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے، اور اگر اس كے ساتھ دخول ہو جائے تو اس كى شرمگاہ حلال كرنے كى وجہ سے اسے پورا مہر دينا ہو گا، اور اگر وہ جھگڑا كريں تو جس كا ولى كوئى نہيں اس كا سلطان يعنى حكمران ولى ہے "

اسے احمد اور ابو داود اور ترمذى نے روايت كيا اور صحيح كہا ہے.

اور اگر دھوكہ كا دعوى ہو (يعنى خاوند دعوى كرے كہ اسے دھوكہ ديا گيا ہے) تو اس دعوى كو سننے ميں كوئى حرج نہيں، اور اگر وہ دونوں ايك دوسرے كو چاہتے اور نكاح قائم ركھنا چاہتے ہيں تو ان كے نكاح كى تجديد كر دى جائيگى، اور وہ عدت كى محتاج نہيں، كيونكہ پانى اسى كا ہے.

وگرنہ (يعنى اگر وہ ايك دوسرے كو نہ چاہتے ہوں) ان ميں عليحدگى كرا دى جائيگى، اور خاوند كو چاہيے كہ وہ اسے طلاق دے، كيونكہ عقد فاسد طلاق كا محتاج ہوتا ہے.

اور اگر وہ طلاق دينے سے انكار كر دے تو حاكم اس عقد نكاح كو فسخ كر ديگا " انتہى

ديكھيں: فتاوى الشيخ محمد بن ابراہيم (10 / 73).

واللہ اعلم .